www.KitaboSunnat.com

الکتاب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خان

پروفیسر محمد اسرائیل ـــــ پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبد الحفیظ

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

ترجمہ:- یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یاب ہی ہوئے۔

صحابہؓ کی ایک جماعت نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ گمراہی سے لی اور ہدایت چھوڑ دی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا ایمان دے کر کفر خرید لیا۔ مجاہدؒ نے فرمایا ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے، قتادہؒ نے فرمایا۔ انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ۝ (فصلت، ۱۷)

ترجمہ:- اور جو ثمود تھے ان کو ہم نے سیدھا رستہ دکھایا تھا مگر انہوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھا رہنا پسند کیا۔

پھر قتادہؒ نے فرمایا واللہ تم نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ ہدایت سے نکل کر گمراہ ہو گئے، جماعت کو چھوڑ کر فرقے بازی کی طرف چلے گئے، امن چھوڑ کر خوف میں جا پڑے، سنت سے علیحدہ ہو کر بدعت پر اتر گئے۔ اصل زر پر جو آمدنی زیادہ ہو اس کو ربح کہتے ہیں۔ سوداگری کے کام کاج کو تجارت بولتے ہیں، سو انہیں اس تجارت میں نقصان ہے نہ کہ نفع کیونکہ راس المال "ایمان" برباد کر کے ضلالت کے معتقد ہوئے، ہدایت سے بھٹک گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّآ أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے شب تاریک میں آگ جلائی جب آگ نے اس کے اردگرد کی چیزیں روشن کیں تو اللہ نے ان لوگوں کی روشنی زائل کردی اور ان لوگوں کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے، یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں کہ کسی طرح سیدھے رستے کی طرف لوٹ ہی نہیں سکتے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین اسلام کو روشن کیا، ایک خلق نے راہنمائی حاصل کی، منافق اس وقت اندھے ہو گئے، آنکھ کی روشنی نہ ہو تو مشعل بھی کام نہیں آتی۔ آدمی اگر صرف اندھا ہو تو کسی کو مدد کے لئے پکار سکتا ہے، کسی کی آواز سن کر راہنمائی حاصل کر سکتا ہے، مگر جو آدمی بیک وقت بہرہ بھی ہو، گونگا بھی ہو، اندھا بھی ہو تو وہ راہنمائی کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ راہنمائی کے سارے جاسے تو بند ہو چکے ہیں۔ منافقین کی نہ عقل کی آنکھ ہے کہ خود راہنمائی حاصل کریں، نہ مرشد کی طرف رجوع ہے کہ وہ ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستہ پر لگا دے، نہ حق بات سننے کا یارا ہے لہٰذا ایسے شخص سے راہِ راست پر آنے کی توقع نہیں ہو سکتی، اس مثال میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ لوگ ایمان لا کر کافر ہو گئے جس طرح اللہ نے مختلف مقامات پر فرمایا:

"ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ"
(المنافقون ۳)

یہ اس لئے کہ یہ پہلے تو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی سو اب یہ سمجھتے ہی نہیں۔

امام رازیؒ نے فرمایا یہ تشبیہ نہایت صحیح ہے اس لئے کہ انہوں نے ایمان لا کر جو نور کمایا تھا پھر منافق بن کر اس نور کو کھو دیا۔ ایک بڑی حیرانی میں پڑ گئے، دین کی حسرت سے بڑی کوئی حسرت نہیں۔ ابن جریرؒ کا یہ خیال کہ وہ کبھی بھی ایمان نہ لائے تھے، دلیل میں وہ یہ آیت پیش کرتے ہیں:

"وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمُؤْمِنِيْنَ -"

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس آیت میں جو خبر دی گئی ہے وہ ان کے نفاق و کفر کا حال ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے پہلے کبھی ان کو ایمان حاصل نہیں ہوا بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سے ایمان چھین کر پھر ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ ابن جریرؒ کو آیت "ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا" شاید یاد نہ ہوگی۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو کچھ لوگ مسلمان ہو گئے بعد میں منافقت اختیار کی سو ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص اندھیرے میں تھا، اس نے آگ سلگائی، آگ کی روشنی میں ہر نشیب و فراز نظر آنے لگا، ناگہاں آگ بجھ گئی اب کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے ایسی حال منافق کا ہے کہ وہ ظلمتِ شرک میں پڑا تھا، اسلام قبول کیا، حرام و حلال کی تمیز نصیب ہوئی خیر و شر میں امتیاز کرنے لگا، اتنے میں پھر کافر ہو گیا، اب کچھ بھی نہیں پہچانتا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: نور سے مراد ان کا ایمان ہے۔ ظلمت سے مراد ان کی ضلالت اور کفر ہے جس میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ عطاء خراسانیؒ نے کہا کہ یہ آیت منافق کی مثال ہے کبھی بات کو جانتا اور پہچانتا ہے پھر اُس کا دل اندھا ہو جاتا ہے، بصیرت کی روشنی جاتی رہتی ہے۔ ابن زیدؒ نے کہا۔ یہ منافقوں کی صفت ہے کہ وہ پہلے تو ایمان لائے، ایمان ان کے دل میں اسی طرح چمکا جس طرح آگ سلگانے والے کے لئے روشنی مہیا کرتی ہے پھر کافر ہو گئے، اللہ ان کے ایمان کی روشنی لے گیا جس طرح کہ وہ آگ بجھ گئی۔ اب اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا، ابوالعالیہؒ نے کہا۔ منافق جب کلمۂ اخلاص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہے تو چمک اٹھتا ہے، پھر جب اس نے شک کیا تو اندھیرے میں جا گرا۔ قتادہؒ نے کہا۔ منافق دنیا میں کلمہ پڑھ کر کھاتے پیتے نکاح کرتے، اپنے خون و مال کو بچاتے ہیں پھر جب وفات پائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اندھوں کی طرح اندھیرے میں چھوڑ دے گا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ ظلمت سے مراد عذاب ہے جو بعد از وفات ہو گا۔ قتادہؒ نے فرمایا۔ وفات کے وقت ان سے ایمان لے لیا جاتا ہے اس لئے کہ اس کی کچھ اصل دل میں نہیں تھی، نہ ان کا عمل حقیقت رکھتا تھا بلکہ یہ محض دھوکہ تھا۔ اب قبر کے اندھیرے میں پڑے رہو۔ وہ ایسے اندھے، بہرے اور گونگے ہیں کہ کبھی ہدایت کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ نہ اسلام قبول کریں گے، نہ اپنے نفاق وضلالت سے تائب ہوں گے۔ یہ آگ باطل کی آگ ہے۔ اس کا چمکنا اس لئے فرمایا کہ ہر باطل کی چمک ایک لحظہ بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے لیکن آخر کار مٹ جاتی ہے۔

عربی کا محاورہ ہے:

لِلْبَاطِلِ صَوْلَةٌ ثُمَّ يَضْمَحِلُّ "

علماء بلاغت نے کہا ہے ضرب المثل کا رتبہ اظہارِ حقیقت اور مخفی معانی کو بیان کرنے کے لئے بہت بڑا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ مثالیں بیان فرمائی ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر وعظ ونصیحت اور گفتگو میں مثالیں بیان فرمایا کرتے تھے۔

ابن جریر رحمہ نے کہا ایک جماعت کی مثال ایک شخص سے بھی ہو سکتی ہے جیسے آیت:

رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ۔ (الأحزاب: ۱۹)

(آپ ان کو دیکھیں گے کہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہے)

وَقَالَ تَعَالَى:

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا۔" (الجمعة: ۵)

جن لوگوں کے سروں پر تورات اٹھوائی گئی پھر انہوں نے اس (کے بارِ تعمیل) کو نہ اٹھایا، ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی (کتابوں) کا بوجھ لدا ہو

ضرب المثل سے کہنے والے کی بات سننے والے کے دل میں اترتی ہے، اگر وہ صاحب شعور ہو گفتگو کا پورا اثر قبول کرتا ہے، ورنہ اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھیں کھونا کے مصداق ہوتا ہے۔ "ضرب المثل" ہر زبان میں نیا رنگ رکھتی ہے۔ عربی، فارسی، اردو سب زبانوں میں مستعمل ہے۔ علماء ادب نے اس باب میں مستقل کتابیں لکھی ہیں جیسے "امثالِ میدانی" اور "خزینۃ الأمثال" وغیرہ

"أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

یا ان کی مثال بارش کی سی ہے کہ آسمان سے برس رہی ہو اور اس میں اندھیرے پر اندھیرا چھا رہا ہو اور بادل گرج رہا ہو اور بجلی کوند رہی ہو، تو یہ کڑک سے ڈر کر موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اللہ کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے، قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کی بصارت کو اُچک لے جائے، جب بجلی چمکتی اور ان پر روشنی ڈالتی ہے تو اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی دونوں کو زائل کر دیتا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی دینِ اسلام میں آخر کو سب نعمت ہی نعمت ہے۔ اگرچہ شروع میں کچھ محنت وزحمت ہوتی ہے۔ جس طرح کہ بارش میں اول گرج، چمک، کڑک پھر اس کا انجام آبادی ہے سو جو لوگ منافق ہیں وہ شروع کی سختی سے ڈر جاتے ہیں، انہیں سامنے آفت نظر آتی ہے جیسے بجلی میں کبھی اندھیرا کبھی اجالا۔ اسی طرح منافق کے دل میں کبھی اقرار اور کبھی انکار رہتا ہے۔

ف: اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز سے یہاں تک تین قسم کے لوگوں کا حال بیان کیا ہے ایک مومن، دوسرے کافر جن کے دلوں پر مُہر ہے یعنی ان کی قسمت میں ایمان نہیں لکھا۔ تیسرے منافق، جو دیکھنے میں مسلمان ہیں لیکن ان کا دل ایک طرف نہیں ہے۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے۔ یہ ایک دوسری مثال ہے جو اللہ نے منافقوں کے لئے بیان فرمائی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کبھی حق کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی شک میں گرفتار ہوتے ہیں، ان کے دل ہمیشہ شک، کفر اور تردد میں رہتے ہیں، بارش کی مانند۔ ظلمات سے مراد شک، کفر اور نفاق ہے، رعد سے مراد خوف ہے۔ منافقوں کو ہمیشہ دہشت اور گھبراہٹ رہتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ (المنافقون ۴) قَالَ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ (التوبۃ ۵۷)

(بزدل ایسے کہ ہر چیخ (زوردار آواز) کو سمجھیں کہ ان پر بلا نازل ہوئی) (اور اللہ تعالیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ آپ ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ آپ میں سے نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں، اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ جیسے قلعہ یا غار یا زمین کے اندر گھسنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرف رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں گے۔)

"برق" سے مراد ایمان کی چمک ہے جو کبھی کبھی ان منافقوں کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے فرمایا کہ وہ کڑک کے ڈر سے کان میں انگلیاں دے لیتے ہیں لیکن اس کا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ وہ اس کی قدرت اس کی مشیئت اور ارادے سے نکل کر کہاں بھاگ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ" (البروج: ۲۰)

اللہ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

"ظلمات" اس لئے کہا کہ ایک تاریکی رات کی ہوتی ہے، دوسری بادل کی تیسری بارش کی۔ "رعد" نام ہے ایک فرشتے کا جو بادل کو ڈانٹتا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں یہود نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا رعد کیا چیز ہے؟ فرمایا ایک فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں آگ کے کوڑے ہیں جن سے وہ بادل کو اس طرف ہانکتا ہے جس طرف اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہا یہ آواز کیا ہے؟ فرمایا، بادل کو ڈانٹ ہے کہ جہاں کا حکم ہے وہاں پہنچے۔ کہا سچ ہے۔ (حدیث) اس کو ترمذیؒ نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں اگرچہ کچھ گفتگو ہے لیکن اکثر علماء اسی طرف گئے ہیں۔ فلاسفہ اور متکلمین کا یہ قول کہ یہ آواز رعد کی اجرام ابر کی گڑگڑاہٹ ہے اور یہ پانی زمین کے بخارات ہیں۔ یہ بجلی صدمہ بخارات سے نکلتے ہیں یہ بات بھی اپنی جگہ ٹھیک نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا، رعد نام ہے ایک فرشتہ کا جو ابر کو ہانکتا ہے، بجلی چمک ہے اس کے کوڑے کی، یہ کوڑا نور کا ہے، اس سے بادل کو ڈانٹتا ہے۔ اکثر صحابہؓ اور جمہور علماء شریعت یہی کہتے ہیں کہ برق ایک مخراق (پھاڑنے والا کوڑا) فرشتے کے ہاتھ میں ہے، جب وہ چابک کسی ابر کو مارتا ہے تو وہ بادل جہاں کا حکم ہوتا ہے وہاں جا برستا ہے۔ "صاعقہ" ایک ٹکڑا ہے آگ کا جو فرشتے کے کوڑے سے شدتِ غضب کے وقت الگ ہو کر گر جاتا ہے کسی نے کہا یہ آگ فرشتے کے منہ سے نکلتی ہے، کسی نے کہا نہیں بلکہ "رعد" کی آواز کے وقت آسمان سے اترتی ہے۔ ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم "رعد" اور "صاعقہ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آواز سنتے تو یوں فرماتے :

اللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ ۔

اے اللہ ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے ہلاک نہ کر دینا اور اس سے پہلے ہمیں معاف کر دے ۔

ترمذیؒ نے اسے روایت کیا ہے ۔ حدیث غریب لکھا ہے ۔ غریب حدیث صحیح حدیث کی ایک قسم ہے ابن عباسؓ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ محکم قرآن نے سارے عیب منافقوں کے بتا دیئے ۔ جب ان کو کچھ عزت اسلام سے ملتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہیں، جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کافر ہونے پر تیار ہو جاتے ہیں جیسے اللہ کا فرمان ہے :

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِ اطْمَاَنَّ بِهٖ ‘‘ (الحج ۱۱)

اور لوگوں میں بعض ایسا بھی ہے جو کنارے پر کھڑا ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہے اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جاتا ہے ۔

میں نے ایک عیسائی نوجوان کو دیکھا مسلمان ہو کر قرآن پڑھنا شروع کیا، کئی ماہ تک یہی مشغلہ رہا۔ اس امید پر کہ ریاست میں کوئی معقول تنخواہ پر نوکری مل جائے گی ۔ اتفاقاً نہ ملی تو مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا ۔

یہی حال اکثر نومسلموں کا دیکھنے میں آیا ہے ۔ دنیا داری کے لئے اسلام قبول کرتے ہیں جب رزق کی تنگی ہونے لگتی ہے تو اسلام چھوڑ کر پھر کفر اختیار کر لیتے ہیں ۔ اخلاص اس وقت عنقا اور نایاب ہو گیا ہے ۔ پرانے اہلِ اسلام میں بھی باقی نہ رہا، نئے ایمان والوں کا کیا ذکر ہے ابن عباسؓ نے کہا: آیت کا مطلب ہے کہ وہ حق کو پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی بات میں استقامت ہے مگر جب کفر کی طرف جھکتے ہیں تو حیران و ششدر رہ جاتے ہیں ۔ یہی قول اکثر صحابہؓ کا ہے ۔ ابن کثیرؒ نے کہا: سب سے زیادہ صحیح یہی قول ہے ۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی لوگوں کا یہی حال ہو گا ۔ جب لوگوں کو ان کے ایمان کے مطابق نور دیا جائے گا، کسی کو کئی میل تک، کسی کو کم، کسی کو زیادہ ۔ پھر کسی کا نور کبھی بجھے گا، کبھی چمکے گا، کوئی ایک بار پُل صراط پر چلے گا، پھر ٹھہر جائے گا اور کسی کا نور بالکل بجھ جائے گا یہی لوگ خالص منافق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔ جن کے بارے میں فرمایا۔

"یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (الحدید:۱۳)

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظر شفقت کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور وہاں نور تلاش کرو۔

مؤمنین کے حق میں یوں فرمایا:

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (الحدید:۱۲)

جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کے ایمان کا نور اُن کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم کو بشارت ہو کہ آج تمہارے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التحریم:۸)

اس دن اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان پر ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا بلکہ ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور دائیں طرف روشنی کرتے ہوئے چل رہا ہو گا اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کرو اور ہمیں معاف فرما، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" کہنے سے قدرتِ الٰہی کا عموم ثابت ہوتا ہے کوئی چیز کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو اللہ سب پر قادر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر نئی چیز اپنے معرضِ وجود میں آنے اور بقائے کے ممکنہ وقت کا احاطہ کرنا، سب اللہ تعالیٰ کی قدرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[مثا]ل شامل ہے۔ معتزلہ کا خیال ہے کہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے، صحیح نہیں ہے۔ یہاں قدرت کا ذکر منافقین کو ڈرانے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ اللہ کی سطوت و [جبر]وت سے ڈر کر نفاق کو چھوڑ دیں، یہ بات سمجھ لیں کہ اللہ ان کو اندھا، بہرہ کر دے [ت]و اللہ سے کچھ بعید نہیں اس لئے کہ ہر چیز اس کے احاطے میں ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، یہ نفاق ان کا قادر اور محیط کے آگے کسی طرح نہیں چل سکے گا۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال منافقوں کے لئے بیان کی ہے۔

منافقوں کی اقسام:

منافقین کی دو اقسام ہیں: (i) ایک اعتقادی۔ (ii) دوسرے عملی۔

اعتقادی منافق وہ ہیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں مگر باطن میں کافر اور شیطان۔

عملی منافق وہ ہیں جن کے حق میں رسول اکرمؐ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جب کسی میں وہ ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ایک ہی چیز ہو تو اس میں ایک ہی خصلت نفاق کی ہے، جب تک اس خصلت کو چھوڑ نہ دے جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے، خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

ابن عمرؓ سے مرفوعاً بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ دوسری روایت میں چوتھی چیز بھی بیان ہوئی ہے کہ جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ تیسری روایت میں پانچویں چیز یہ آئی ہے کہ جب عہد و پیمان کرے تو توڑ ڈالے، اس سے معلوم ہوا کہ انسان میں کبھی ایک شعبہ ایمان کا اور دوسرا شعبہ نفاق کا ہوتا ہے خواہ عملی ہو، جس طرح اس حدیث میں آیا ہے، یا اعتقادی جس طرح آیت سے ثابت ہوا۔ اکثر سلف اور بعض علماء کا یہی قول ہے۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے قرآن میں فرمایا:

"وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ" (یوسف۔۱۰۶)

یہ اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ اکثر شرکِ باطنی، ایمان ظاہری کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے، خواہ فائدہ نہ کرے، سو جس طرح شرک ایمان کو تباہ کر دیتا ہے اسی طرح نفاق اخلاص کو جڑ سے اکھاڑ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھینکتا ہے۔ کفر و نفاق کا ساتھ مثل دامن و گریبان کے ہے۔ اللہم احفظنا۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک خالص مؤمنین، ان کا وصف چار آیتوں میں اوپر گزر چکا ہے۔ دوسرے خالص کفار ان کا ذکر صرف دو آیتوں میں کیا ہے۔ تیسرے خالص منافق۔ وہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ جن کے لئے آگ سلگانے کی مثال دی دوسرے وہ جو متردد ہیں، کبھی ایمان ظاہر کرتے ہیں، کبھی ایمان چھپاتے ہیں، ان کی مثال بارش سے دی گئی۔ یہ پہلی قسم سے کچھ ہلکے ہیں۔ یہ مقام بعض وجوہات کی بناء پر اس ضرب المثل کے مطابق و مشابہ ہے جس کا ذکر سورۃ "النور" میں آیا ہے۔ وہاں مومن کی مثال چراغ اور فانوس سے دی ہے۔ پھر ابن کثیرؒ نے یہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ان کفار کی مثال بیان کی ہے جن کو یہ خیال ہے کہ وہ کچھ دین رکھتے ہیں، حالانکہ وہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ بلکہ جہلِ مرکب کا نمونہ ہیں جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

"وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَـيْــــًٔـا" (النور: ۳۹)

اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے میدان میں سراب کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے۔

پھر ان کفار کی مثال بیان کی جو کچھ تھوڑے اصحابِ جہل ہیں ان کے حق میں فرمایا۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (النور: ۴۰)

یا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی آتی ہو اور اس کے اوپر اور لہر آ رہی ہو اور اس کے اوپر بادل ہو، غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک چھایا ہوا جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو اللہ روشنی نہ دے اس کو کہیں بھی روشنی نہیں مل سکتی۔

غرضیکہ کفار کو بھی دو قسمیں ٹھہرایا۔ ایک داعی، دوسرا مقلد۔ چنانچہ ان دونوں کا ذکر سورۂ حج میں یوں آیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝

(الحج : ۳) اور فرمایا "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ" (لقمان ۲۰)

(اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی شان میں علم و دانش کے بغیر جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کی پیروی کرتے ہیں) (اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں، نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتابِ روشن)

مؤمنین کی اقسام :

اسی طرح اللہ نے مؤمنین کی تقسیم سورۃ واقعہ کے آغاز اور سورۃ نساء میں دو طرح کی ہے ایک "سابقین"، جو مقربین کہلاتے ہیں، دوسرے اصحاب یمین جن کو "ابرار" کہتے ہیں۔ سو ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مومنین کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مقربین و ابرار۔

کفار کی اقسام :

کفار کی بھی دو قسمیں ہیں۔(۱) داعی۔(۲) مقلدین، اسی طرح منافقین کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک منافق خالص، دوسرے وہ جن میں کوئی شعبہ نفاق کا ہے۔ ابو سعیدؓ مرفوعاً کہتے ہیں۔ دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک "اجرد" اس میں چراغ سا جلتا ہے۔ اجرد کا معنیٰ ہے برہنہ اعریاں دوسرا "اغلف"، جس کو غلاف میں لپیٹ دیا گیا ہو۔ تیسرا "منکوس" یعنی الٹا، چوتھا "مصفح"۔ سو "اجرد" مومنِ کامل کا دل ہے۔ اس کا چراغ وہی نورِ ایمان ہے۔ اغلف کافر کا دل، منکوس منافقِ خالص کا دل ہے کہ حق کو پہچان کر منکر ہو گیا ہے۔ "مصفح" وہ دل ہے جس میں ایمان و نفاق ہے۔ ایمان کی مثال اس کے اندر ایسی ہے جیسے "پھوڑا" کہ پیپ اور لہو اس کو بڑھاتا ہے۔ سو جو مادہ دوسرے مادے پر غالب آگیا وہی اس دل پہ غالب آگیا۔ اسے امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا یہ اسناد جید و حسن ہیں۔ ابن جریرؒ وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دونوں مثالیں آیت کی ایک ہی قسم کے منافقین کے لئے ہیں۔ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے یہ باعتبار جنس منافقین کے ہے کیونکہ کئی قسم منافق اور بھی ہیں جن کے احوال اور صفات کا ذکر اللہ نے "سورۃ برارت" میں کیا ہے۔ ان کے اقوال و افعال کا پتہ بتایا ہے۔ سو ان دونوں مثالوں کو دو قسم کے منافقین کے مطابق ٹھہرانا زیادہ مناسب ہے۔ جس طرح دو مثالیں دو قسم کے کافروں کی "سورۃ نور" میں ذکر کی ہیں ایک "داعی" دوسرے "مقلدین" پہلی قسم کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں مثال سراب کی دی ہے جس کو پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے، یہ داعی ہیں دوسری قسم کے حق میں مثال "دریائے تاریک" کی فرمائی ہے، یہ مقلدین ہیں۔ دعاۃ (داعی کی جمع) جہلِ مرکب میں گرفتار ہیں تو مقلدین ذراکم اصحاب جہل ہیں، واللہ اعلم۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ "

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے، پس کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔

ابن عباسؓ کا قول کہ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" خطاب ہے اہل مکہ سے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" ــــ خطاب ہے اہل مدینہ کو، یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ کیونکہ سورۃ البقرۃ، نساء، الحجرات بالاتفاق مدنی ہیں حالانکہ ہر ایک کا آغاز "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" سے ہوا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا قرآن میں جہاں کہیں "اُعْبُدُوا" آیا ہے اس کے معنی ہیں "وَحِّدُوا" یعنی اللہ کو واحد جانو، شرک سے بچو۔ پیدا کرنے کا ذکر اس لئے اس جگہ کیا ہے کہ سارے کافر اللہ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

" وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ " (الزخرف-۸۷)

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔

اس لئے اس بات کا احسان ان پر رکھا جس کے وہ معترف تھے تاکہ انکار نہ کر سکیں۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی "توحیدِ الوہیت" کو بیان فرمایا ہے کہ اس انعام کو تو دیکھو کہ ہم نے تم کو عدم سے وجود بخشا، انواع واقسام کی ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں دیں زمین کو پہاڑوں سے مضبوط کر کے تمہارے چلنے پھرنے کو ایک فرش بنا دیا، آسمان کو چھت بنایا جیسے فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دیں، پس اللہ پروردگار عالم بہت ہی بابرکت ہے "

مطلب یہ ہوا کہ جب خالق، مالک، رازق اس گھر کا وہی ایک اللہ ہے تو اب اسی ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرنی چاہیئے، نہ کسی اور کی۔ کسی غیر کو ہرگز اس کی عبادت میں شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ صحیحین میں ابن مسعودؓ سے آیا ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا، کہ تو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا (اَنْ تَجْعَلَ لَهٗ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ) (حدیث) اس طرح حدیث معاذؓ میں ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ پھر فرمایا: یہ حق ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں (حدیث) تیسری حدیث میں یوں آیا ہے، تم میں کوئی شخص یوں نہ کہا کرے کہ:

"مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ فُلَانٌ" (جو اللہ نے چاہا اور جو فلاں نے چاہا)

بلکہ یوں کہے:

"مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ" (جو اللہ نے چاہا پھر فلاں نے چاہا)

کسی کا چاہنا کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ نہ چاہے۔ جب پہلے اللہ چاہ لیتا ہے تب ہی پھر کوئی بندہ ہی چاہتا ہے۔

؎ چاہا ہم نے وے نہ چاہا اس نے ۔ چاہا اس کا ہوا ہمارا نہ ہوا

طفیل بن سخبرہؓ کی لمبی حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی یوں کہے "مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ" پھر فرمایا یوں کہو "مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ" رواہ ابن مردویہ وابن ماجہ۔ سفیان ثوریؒ کی روایت میں بھی ابن عباسؓ سے یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اکرمؐ سے "مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ" کہہ دیا، آپؐ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کے برابر ٹھہرا دیا ہے؟ صرف یوں کہو "مَا شَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ"۔ (ابن مردویہ نسائی، ابن ماجہ) ابن کثیرؒ نے فرمایا یہ سب صاحب توحید کی صیانت و حمایت ہے۔ "فتح البیان" میں کہا گیا ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ حجت کا استعمال اور تقلید کا ترک لازم ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا یہ خطاب "اے لوگو تم اپنے رب کی عبادت کرو" دونوں گروہ کفار اور منافقین سے ہے، پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ توحید جس کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَّهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ" (الأنبياء: ۳۲)

اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا، اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیرتے ہیں۔

'فتح البیان' میں ہے اگر کوئی آدمی جہاں میں غور کرے تو اسے ایک آباد گھر کی مانند پائے گا جس میں تمام ضروریاتِ زندگی موجود ہوں، آسمان کو دیکھو چھت کی مانند بلند ہے، زمین کو دیکھو فرش کی طرح بچھی ہوئی ہے، تاروں کو دیکھو چراغوں کی طرح روشن ہیں، انسان کو دیکھو جیسے گھر کا مالک ہو، پھر اس گھر میں ہر طرح کی روئیدگی، ہر طرح کے جانور، ہر کام کی چیز موجود و مہیا کی ہے۔ انسان پر جس کی تسخیر (کنٹرول) میں یہ سب اشیاء ہیں، لازم ہے کہ اللہ کا شکر بجا لائے، اس نعمت کو غفلت سے استعمال نہ کرے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند   تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار!   شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

ترجمہ: انسان، بادل، ہوائیں، چاند، سورج اور آسمان سبھی اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں (تمھیں احساس دلا رہے ہیں کہ ہماری یہ ساری محنت و مشقت اس لئے ہے) کہ تمھیں روزی میسر ہو، اور تم اُسے اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکر کئے بغیر نہ کھاؤ۔

یاد رکھو! کائنات کے (تمام مذکورہ مظاہر) اگر سرگرمِ عمل ہیں تو تمہارے اگر فرمانبردار ہیں تو صرف تمہارے۔ اس کے باوجود جس ذاتِ برحق نے ان سب کو تمہارا فرمانبردار بنایا ہے اُس کی فرمانبرداری سے جی چراؤ تو یہ تمہارا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔

ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ یہاں "آسمان" سے مراد بادل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت بادل سے بارش برسائی، اس بارش سے طرح طرح کی کھیتی اور پھل نکالے۔ یہ مضمون قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اس آیت سے مشابہ یہ آیت بھی ہے۔

"اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ" (المومنین ۶۴)

"اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور اچھی صورتیں بنائیں اور تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں بلاتے ہیں بیشک یہی حق ہے پھر اللہ کے برابر کسی دوسرے کو کیوں ٹھہراتے ہو؛ جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ ضرر، "انداد" بنانے سے مراد شرک ہے یہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو اندھیری رات میں کسی سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔ یہ برابری اللہ تعالیٰ کے ساتھ یوں ہوتی ہے کہ آدمی کہے قسم ہے اللہ کی اور تیری جان کی۔ یا یوں کہے اگر یہ کتیا یا بطخ گھر میں نہ ہوتی تو چور چوری کر لیتے یا کسی سے یہ کہے "کہ اللہ اور تو چاہے گا تو یوں ہو گا" یہ سب اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ بعض جاہل ضرورتمند حضرات کسی امیر یا دولتمند سے یوں کہنے لگتے ہیں کہ "اوپر اللہ ہے نیچے تم۔" اس طرح کہنے سے شرک لازم آتا ہے۔ سننے والا اگر منع نہ کرے تو وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔

(جاری ہے)

احباب متوجّہ ہوں

آج کل وی۔ پی پیکٹ کا ڈاک خرچ بہت زیادہ ہو گیا ہے جس کے عدم وصول یا انکاری ہونے پر واپسی کی صورت میں ادارہ کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اس لئے جملہ خریداران محدث کی خدمت میں گذارش ہے کہ جن صاحبان کو اپنے زر سالانہ کے ختم ہو جانے کی اطلاع اب تک مل چکی ہے۔ وہ براہ نوازش دفتر ہذا کو جلد از جلد اپنا زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر/چیک بھیج دیں اسی طرح دوسرے صاحبان بھی زر سالانہ کی معیاد ختم ہونے کی اطلاع ملتے ہی زر سالانہ جلد بھیجنے کی کوشش فرمایا کریں ورنہ دو ماہ تک انتظار کرنے کے بعد "محدث" کی ترسیل بند کر دی جائے گی کیونکہ مذکورہ صورت حال کی وجہ سے وی پی کی ترسیل بند کر دی گئی ہے!

مینیجر محدث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ